لطیفہ ۴۵

رسم ورواج، خوشگوار مزاج اور معاملات کا بیان

قال الاشرف

الرسوم ھوالرسوم۔ سید اشرف جہاں گیرؒ نے فرمایا کہ رسوم چند باتوں کا رواج پا جانا ہے۔

قوت القلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے زمانے میں کچھ باتیں رواج پا گئی ہیں جنھیں اسلامی رسوم کہا جاتا ہے لیکن اُن کا اس اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے جو پہلے زمانے میں تھا بلکہ ان رسموں میں اسلام کی بو تک نہیں پائی جاتی۔ بیت:

صحبتِ نیکاں زجہاں دور شد
خوانِ عسل خانۂ زنبور شد

ترجمہ: نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا تو دنیا سے رخصت ہو چکا ہے بس کھانے چاٹنے کو شہد کی مکھی کا چھتا رہ گیا ہے۔

اب سے پہلے جب لوگ ایک دوسرے سے ملتے تھے تو دریافت کرتے تھے، **کیف حالک** (آپ کا کیا حال ہے؟) اس پرسش سے ان کی مراد یہ نہ ہوتی تھی کہ آپ کے مزاج کیسے ہیں بلکہ مراد یہ ہوتی تھی کہ آپ کا حال اپنے مولا (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کیسا ہے یا اسی طرح کی باتیں دریافت کرتے تھے۔ جو کچھ ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے اس کا تعلق دین مذہب سے ہوتا تھا یا ان میں اضافے سے متعلق ہوتا تھا۔ گھریلو حالات نہیں پوچھتے تھے کہ ان کا تجسس منع ہے۔

کسی صحابی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کسی دوست سے ملنے کے لیے ان کے گھر گئے اور تردد کے سبب کسی کو اندر نہ بھیجا، یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ رات گھر کے دروازے پر گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو وہ گھر سے باہر نکلے اور آنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ مقصود اس آیت پاک پر عمل کرنا تھا، **وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ**[1] (اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ (خود) ان کی طرف باہر تشریف لاتے تو ضرور ان کے لیے بہت

---

[1] پارہ ۲۶۔ سورہ الحجرات، آیت ۵۔

اچھا ہوتا) جب دو مسلمان بھائی راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو خوش ہونا چاہیے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے ہاں آنے اور جانے میں (خوش ہونا چاہیے)۔ **اذا التقی مسلمان تنزل علیھما مایة رحمة تسعون منھا لا کثرھما بشرو عشرة لا قلھما**، یعنی جب دو مسلمان ملاقات کریں تو ان دونوں پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ نوے رحمتیں اس پر جو زیادہ خوش ہوتا ہے اور دس رحمتیں اس پر جو کم خوش ہوتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ بری رسم فی الحقیقت شریعت کے اصولوں کے مطابق نہیں ہوتی اس لیے ناپسندیدہ اور نا مقبول ہوتی ہے۔

اسی اثنا میں خوش طبعی کا ذکر ہوا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے درمیان جو خوش طبعی ہوتی ہے وہ بھی اصول کے مطابق ہوتی ہے۔ رسول علیہ السلام کے صحابہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول علیہ السلام، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ آؤ ہم تم دوڑ لگاتے ہیں۔ جب دوڑے تو حضرت عائشہ آگے نکل گئیں کچھ دنوں کے بعد حضرت رسول علیہ السلام نے پھر دوڑ لگانے کے لیے کہا۔ اس مرتبہ رسول علیہ السلام آگے رہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ اُس کا بدلہ ہے۔

اسی طرح ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانب حضرت عائشہؓ اور دوسری جانب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ایک پیالے میں خربوزہ تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ سے فرمایا کہ خربوزہ کھاؤ۔ وہ رک گئیں، چند بار کھانے کے لیے فرمایا۔ لیکن حضرت سودہؓ کھانے سے رکی رہیں۔ آخر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نہ کھاؤ گی تو خربوزہ تمھارے چہرے پر ماروں گا یا مل دوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے خربوزہ ہاتھ میں لے کر حضرت سودہؓ کے منھ پر مل دیا۔ رسول علیہ السلام کو ہنسی آ گئی اور حضرت سودہؓ سے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح خربوزہ حضرت عائشہؓ کے منھ پر ملو، انھوں نے حکم کی تعمیل کی۔ دونوں کے چہرے آلودہ ہو گئے۔ اسی اثنا میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے۔ مجلس برطرف ہوگئی۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا جلدی سے اپنے اپنے منھ دھو ڈالو۔ انھوں نے جلدی سے اپنے منھ دھو کر صاف کر لیے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ابو بکرؓ کی عظمت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز مجھ سے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چلو پانی میں غوطہ لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کون دیر تک غوطے میں رہتا ہے۔ وہ دن محرم کے مہینے کا تھا۔

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے تھے، **صحابة الرسول یتما زحون بالبطیخ** (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی باہم خوش طبعی کرتے تھے، ایک دوسرے پر بطور مزاح خربوزہ ملتے تھے) یعنی ایک دوسرے پر خربوزے کے چھلکے مار کر ہنسی مذاق کرتے تھے۔

صوفیہ کے اخلاق و عادات بھی رسول علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اخلاق کے مطابق تھے اور اُن کا اظہار عام لوگوں کے مزاج اور طبیعت کے مطابق ہوتا تھا البتہ اُن کی توجہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ (کے عمل) کی جانب رہتی تھی۔ اخلاق برتنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے سوائے اس شخص کے جو پہلے ہی سے مخصوص ہو چکا ہو۔ اخلاق کا اعتدال سے برتنا بہت دشوار ہے لیکن چونکہ صوفیہ کی نظر، تمام امور میں، اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے اور وہ عام لوگوں کی نفسیات سے باخبر ہوتے ہیں اس لیے افراط و تفریط سے بچتے ہوئے راہِ اعتدال پر قائم رہتے ہیں لیکن مبتدی مرید کے لیے لازم ہے کہ وہ خوش طبعی کی زیادتی سے پرہیز کرے۔ مزاح میں کمی کرنے کا علم اس روایت سے حاصل ہوتا ہے کہ سعید بن عاصؓ اپنے فرزند کو نصیحت کرتے تھے کہ اپنی خوش طبعی میں کمی کرو کیوں کہ خوش طبعی کی کوئی حد نہیں ہے اور نہ انتہا ہے۔ (اس کی زیادتی) اُنس رکھنے والوں کو بے باک اور اہل صحبت [1] کو وحشت میں ڈالتی ہے۔ پس یہ روایت افراط و تفریط پر (واضح) دلیل ہے کہ دونوں رویے ناپسندیدہ ہیں۔

فقیہہ سمرقندی [2] فرماتے ہیں کہ یہ بات بے خوف کہی جاسکتی ہے کہ خوش طبعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ (امت کے لیے) یہ شرط ہے کہ مزاح میں گناہ کی بات نہ کہی جائے اور نہ کہنے والے کا مقصد محض لوگوں کو ہنسانا ہو کیوں کہ دونوں باتیں ناپسندیدہ ہیں۔ **انی امزح ولا اقول الا الحق** یعنی میں مزاح کرتا ہوں اور نہیں کہتا ہوں مگر حق بات (الحدیث)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُن کا ایک بھائی تھا۔ حضرت علیہ السلام جب بھی اس سے ملتے تو اس سے فرماتے، **یا ابا عمیر مافعل نغیر** یعنی اے ابو عمیر نغیر کو کیا ہوا۔ نغیر ایک چڑیا کا نام تھا جسے عمیرؓ پالتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک بڑھیا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لیے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہشت عطا فرمائے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ وہ بڑھیا رونے لگی۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اسے غمگین کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے یہ آیات تلاوت فرمائیں، **اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَاراً، عُرُباً اَتْرَاباً، لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ** [3] (بے شک ہم نے اُن عورتوں کو خاص پیدائش پر بنایا، تو ہم نے انھیں باکرہ بنایا۔ اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی (آپس میں) ہم عمر (بیویاں) دائیں طرف والوں (نیک بخت لوگوں) کے لیے) وہ بڑھیا خاتون خوش ہوگئیں۔

---

[1] مطبوعہ نسخے (۲۵۳) میں اہل صحیفہ نقل ہوا ہے اور خطی نسخے میں صرف ''اصحبہ'' ہے۔ یہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ مترجم نے خطی نسخے کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

[2] فقیہہ سمرقندی سے غالباً ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی مراد ہیں۔ انھیں ''امام الہدیٰ'' بھی کہتے ہیں۔ ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔ ملاحظہ فرمائیں تاریخ فقہ اسلامی (اردو ترجمہ) ص ۴۴۸۔

[3] پارہ ۲۷۔ سورہ الواقعہ، آیات ۳۵ تا ۳۸۔

مروی ہے کہ ایک شخص جن کی کنیت ابا عمر تھی، اُن سے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ام عمران مرد خود عورت پر غلبہ پاتا ہے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو مرد ہوں آپ نے کس وجہ سے عورت فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمھیں جہاد فی سبیل اللہ میں کبھی نہیں دیکھا اس بنا پر عورت مخاطب کیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو، آپ مجھے اس کنیت سے نہ پکاریں کہ میرا نام عورتوں میں شامل ہو جائے کیوں کہ جو کچھ آپ کی زبان مبارک پر آتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔ شکر ہے اس وقت عورت نہ بنا۔ حضور علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور زبان مبارک سے فرمایا، اے ابو عمر۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے مزاح کی مثالیں روایتوں میں کثرت سے بیان کی گئی ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ ایسا مزاح جس سے جرم اور گناہ آلود لہو ولعب پیدا ہونے کا اندیشہ ہو پرہیز کرنا چاہیے کہ بہت سی ہنسی مذاق کی باتیں جنگ وجدال کا موجب ہوتی ہیں۔